کیا فرقہ اہلحدیث نے ائمہ اربعہؒ، کو چھوڑ کر اللہ رسول کی طرف رجوع کیا ہے؟

فرقہ اہلحدیث ائمہ اربعہؒ کے اجتہادی اختلافات کو قرآن وحدیث کی طرف لوٹا کر ختم کرنے کے دعوے میں بری طرح ناکام

از قلم: محمد عباس خان

۱۷ جون ۲۰۱۵

Www.AhlehadeesAurAngrez.Blogspot.Com
Www.Salafiexpose.Blogspot.Com

کیا فرقہ اہلحدیث نے ائمہ اربعہؒ کو چھوڑ کر اللہ رسول کی طرف رجوع کیا ہے؟

فرقہ اہلحدیث ائمہ اربعہؒ کے اجتہادی اختلافات کو قرآن وحدیث کی طرف لوٹا کر ختم کرنے کے دعوے میں بری طرح ناکام

اللہ تعالٰی قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۔

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا، اور حکم مانو رسول اللہ ﷺ کا، اور اولی الامر (مجتہد حاکم) کا جو تم میں سے ہوں، پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول ﷺ کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام۔ (سورۃ النساء ۵۹)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی اطاعت کرنا بھی اللہ کا حکم ہے، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنا بھی اللہ کا حکم ہے اور اولی الامر کی اطاعت کرنا بھی اللہ کا حکم ہے، اور اگر دو بندوں میں اختلاف ہو جائے ایک کہے کہ یہ مسئلہ یوں ہے دوسرا کہے کہ یوں نہیں یوں ہے تو پھر حاکم اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کر کے اس کا فیصلہ کرے۔ اور جو وہ فیصلہ کرے تو مومنین کو چاہے کہ وہ اسے تسلیم کریں۔

حضرت جابر بن عبداللہ اس آیت (أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں ہیں کہ اولی الامر سے مراد أُولِي الْفِقْهِ وَالْخَيْر فقہ والے ہیں یعنی کہ فقہاء کرام۔ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ (مستدرک علی الصحیحین جلد ا ص ۲۱۱: صحیح)

اور صحابی کی تفسیر موفوع کہلاتی ہے جو کہ ہر حال میں حجت ہوتی ہے۔

: جلال الدین سیوطیؒ نے الاتقان میں بیان کیا ہے

"حدیث کے بعد تفسیر میں قولِ صحابی کا درجہ ہے کیونکہ صحابی کی تفسیر ان کے نزدیک بمنزلہ مرفوع کے ہے جیسا کہ امام حاکمؒ نے مستدرک میں کہا ہے۔ اور ابوالخطاب حنبلی کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ تفسیر صحابی کی طرف رجوع نہ کیا جائے جب ہم یہ کہیں کہ قول صحابی حجت نہیں مگر صحیح بات اس کا حجت ہونا ہے کیونکہ تفسیر صحابی روایت کی قسم سے ہے نہ کہ رائے کی قسم سے۔ میں (صاحب اتقان) وہی کہتا ہوں جو امام حاکمؒ نے کہا ہے کہ تفسیر صحابی مرفوع ہے"۔ (الإتقان ج2 ص 505، 506)

کیا لڑائی جھگڑے، تنازعے، یا کسی مسئلہ کی تحقیق کی صورت میں اولی الامر کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے؟

وَ اِذَا جَآءَہُمۡ اَمۡرٌ مِّنَ الۡاَمۡنِ اَوِ الۡخَوۡفِ اَذَاعُوۡا بِہٖ ؕ وَ لَوۡ رَدُّوۡہُ اِلَی الرَّسُوۡلِ
وَ اِلٰۤی اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡہُمۡ لَعَلِمَہُ الَّذِیۡنَ یَسۡتَنۡۢبِطُوۡنَہٗ مِنۡہُمۡ

اور جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اسکو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اسکو پہنچا دیتے رسول تک اور اپنے حکموں تک تو تحقیق کرتے اس کو جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں۔

ویسے اولی الی الامر کا لفظی ترجمہ حاکم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ مجتہد کو (اہل استنباط) کو حاکم قرار دے رہے ہیں۔ ائمہ مجتہدین ہمارے حاکم ہیں، جنہوں نے اجتہادات (استنباط) کیئے ہیں اور اہل علم فقہاء کرامؒ نے انہی کو اپنا امام تسلیم کر کے انکے اجتہادات کو اپنایا ہے اور مدون و مرتب کیا ہے اور اسی کو اگے چلایا ہے جو کہ سمٹ کر چار میں رہ گئے ہیں۔ ہمارے مجتہد حاکم امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں جن کا مذہب ہم تک متواتر پہنچا ہے، اور جن جن علاقوں میں دوسرے اہل سنت ائمہ کے مذاہب پہنچے تو وہاں کے اہلسنت انہی کے پابند ہیں بفضلہ تعالیٰ۔

اب غیر مقلدین حضرات یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جب غیر اولی الامر کا اولی الامر کے ساتھ اختلاف ہو تو غیر اولی الامر، اولی الامر کو چھوڑ دے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر اولی الامر غیر مجتہد کو اس بات کی اجازت دیں کہ وہ اولی الامر سے اختلاف رکھے۔

آپ ﷺ نے بھی اولی الامر (جو کہ اجتہاد کا اہل ہے) کے ساتھ جھگڑا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ وَاَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ (مسلم ج 3 حدیث: 274)

اور جھگڑا پیدا ہو بھی کیوں کر جبکہ نبی ﷺ کی واضح حدیث موجود ہے کہ اگر: ''جب حاکم کسی بات کا فیصلہ کرے اور اس میں اجتہاد سے کام لے اور صحیح ہو تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر حکم دے اور اس میں اجتہاد سے کام لے اور غلط ہو تو اس کو ایک اجر ملے گا''۔ (صحیح بخاری ج ۳ ح: ۲۲۵۲)

ہاں پہلے حاکم مجتہد سے اختلاف رکھنے والا اگر اس جیسا مجتہد ہو تو اس کو تو اس سے اجتہادی اختلاف رکھنے سے کسی نے نہیں روکا اور اس صورت میں پہلے مجتہد کی بھی پیروی کی جاسکتی ہے جبکہ دوسرے مجتہد نے صرف اس جیسا اجتہاد سے ہی کام لیا ہے اور پہلے والے کو باطل نہیں قرار دیا۔

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث حضرات مذہب اربعہ میں موجود اجتہادی اختلافات کو چھوڑ کر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹانے کا دعوی کرتے ہیں اور ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اس طرح چاروں مذہب کے اختلافات ختم ہو جائیں گے اور ایک ہی مذہب رہ جائے گا۔ جبکہ یہ بات غلط ہے پہلے اگر چار مذہب تھے تو ائمہ اربعہ کے مذاہب کو چھوڑنے کے بعد چار سے بھی زیادہ مذہب بن جائیں گے اور مزید اختلافات آ جائیں گے جن میں اصولی بھی ہوں گے۔

اب ذرہ ہم چند مثالیں غیر مقلدین کے گھر سے دیں گے کہ انہیں نے کیا لوٹایا ہے اللہ اور رسول کی طرف

ا۔ منی پاک یا ناپاک

مولوی ابوالحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں ''منی پاک ہے۔۔۔۔۔اور کھانے کے متعلق دو قول ہیں''۔(فقہ محمدیہ صفحہ 41)

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں ''ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ منی ناپاک، پلید اور نجس ہے''۔(فتاویٰ علمیہ صفحہ 210)

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب اپنے امام شوکانی صاحب غیر مقلد کے حوالے سے لکھتے ہیں ''یعنی صواب یہ ہے کہ منی نجس ہے''۔اور آگے حاشیہ میں لکھتے ہیں '' صحیح یہ ہے کہ منی نا پاک ہے''۔(فتاویٰ نذیریہ جلد1 ص335)

۲۔رکوع میں ملنے سے رکعات ہو گی یا نہیں

حافظ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں ''جو شخص رکوع میں مل جائے اور وہ فاتحہ نہ پڑھ سکے تو اس کی وہ رکعات نہیں ہو گی''۔(فتاویٰ علمیہ صفحہ 373)

جبکہ مفتی عبد الستار صاحب غیر مقلد رکوع میں ملنے والے مقتدی کو رکعت پانے والا شمار کرتے ہیں ۔(فتاویٰ ستاریہ ج1 ص52)

۳۔ننگے سر نماز کا حکم

آج کل ہر ایک جاہل غیر مقلد نہ صرف ننگے سر نماز کا قائل ہے بلکہ اس طرح نماز پڑھنے کو سنت بھی سمجھتا ہے۔

جبکہ ان کے بڑے شیخ الاسلام ثناء اللہ امر تسری صاحب لکھتے ہیں '' ننگے سر نماز کو سنت کہنا بلکل غلط ہے یہ فعل سنت سے ثابت نہیں''۔(فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص523)

۴۔عصر کے بعد نفل پڑھنے کا مسئلہ

غیر مقلدین کے پروفیسر عبد اللہ بہاولپوری صاحب لکھتے ہیں ''حضور ﷺ سے جو عصر کے بعد نفل پڑھنا ثابت ہے وہ آپ کا خاصہ ہے' وہ ہمارے لیے نہیں''۔(رسائل بہاولپوری ص134)

جبکہ غیر مقلدین کے حافظ عبدالمنان نورپوری صاحب عصر کے بعد نفل پڑھنے پر پورا زور دے رہے ہیں۔ (مقالات نورپوری صفحہ 311)

۵۔ آذان عثمانی

غیر مقلدین کے خطیب الہند مولوی جوناگھڑی صاحب لکھتے ہیں "(یہ آذان) صریح بدعت ہے کسی طرح جائز نہیں" (العیاذ باللہ)۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج2ص106)

غیر مقلدین کے شیخ السلام مولانا ثناءاللہ امر تسری صاحب لکھتے ہیں " یہ آذان سنت خلفاء ہے اس کو گمراہی اور ضلالت کہنا بالکل غلو ہے۔ جمہور صحابہ پر حملے کرنا اور بڑی جرأت ہے"۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج1ص435)

فرقہ اہلحدیث کے محدث العصر محب اللہ شاہ صاحب راشدی صاحب لکھتے ہیں:

ہمارے نزدیک آذان عثمانی پر صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے اور اجماع حجت ہے۔ (مقالات راشدیہ ج1ص 271)

محب اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد نے نہ صرف آذان عثمانی کو حجت ثابت کیا ہے بلکہ اس پر کیئے جانے والے آج کل کے وکٹورینوں کے اعتراضات کے بھی جوابات دیئے ہیں۔ ملاحظہ ہو (مقالات راشدیہ ج1 ص248تا272)

۶۔ جرابوں پر مسح

غیر مقلدین کے ایک شیخ ابو محمد حافظ عبد الستار الحماد صاحب لکھتے ہیں ”جرابوں پر مسح جائز ہے“۔(فتاویٰ اصحاب الحدیث ج1ص66)

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں ”جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے“۔(فتاویٰ نذیریہ ج1ص327)

۷۔مال تجارت میں زکوۃ

فرقہ اہل حدیث کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب جو کہ مرزئیوں کے پیچھے بھی نماز پڑھا کرتے تھے خود فرقہ اہل حدیث نے اس کا اقرار کیا ہے دیکھئے (فیصلہ مکہ) یہ ان کے شیخ صاحب

مال تجارت میں زکوۃ کو واجب کہتے ہیں۔(فتاویٰ علمائے اہل حدیث ج7ص84)

زبیر علی زئی صاحب مال تجارت پر زکوۃ فرض ہے کو اجماعی مسئلہ کہتے ہیں۔(تحقیقی مقالات ج5ص114)

اور اجماع سے نکلنے والے کو اللہ نے جہنمی قرار دیا ہے۔(النساء115)

دوسری طرف فرقہ اہل حدیث کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں:

مال تجارت میں زکوۃ نہیں۔(بدور الاہلہ ص102)

گویا کہ نواب صدیق حسن خان اس فرقے کے مجدد جو کافی عرصے تک غیر مقلدیت کی وکالت کرتے رہے اور جو ان پر اعتماد کرتے رہے سب اجماع کے منکر بدعتی اور جہنمی تھے۔

۸۔قربانی تین دن یا چار دن

غیر مقلدین کے امام شوکانی صاحب لکھتے ہیں "چار دن قربانی والا موقف راجح ہے"(نیل الاوطار جلد 5 صفحہ 149)

غیر مقلدین کے محدث العصر حافظ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں "قول راجح یہ ہے کہ قربانی کے صرف 3 دن ہیں"۔(علمی مقالات صفحہ 219)

(تبصرہ: اگران جہلا سے ہی کسی مسئلہ کو راجح مرجوع کروانا ہے تو بہتر نہیں ائمہ اربعہؒ میں سے ہی کسی ایک کی تقلید کا پابند رہا جائے)

۹۔رکوع کے بعد ہاتھ کھلے چھوڑنے ہیں یا باندھنے ہیں

عبدالمنان نورپوری صاحب ایک سوال

" کیا رکوع کے بعد ہاتھ دوبارہ باندھنے چاہیں"؟ کے جواب میں فرماتے ہیں " نبی ﷺ سے ثابت نہیں"۔(قرآن وسنت کی روشنی میں احکام ومسائل ج2 ص238)

مگر اسی فرقے کے شیخ العرب والعجم بدیع الدین راشدی صاحب نے "رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا" نام کے رسالے کے علاوہ دس اور رسالے لکھے ہیں کہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

ان میں سے کسی بات صحیح ہے اور کسی غلط؟ کس کی تحقیق معتبر ہے اور کس کی غیر معتبر؟ بندہ ان میں کس پر اعتماد کرے؟ کیا قرآن حدیث اتنی مشکل ہے انکا یہ مسئلہ بھی حل نہ ہو سکا؟ صاف ظاہر ہے کہ عوام کو یہ لوگ فقہاء سے ہٹا کر قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کے بہانے صرف اپنے پیچھے لگاتے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

۱۰۔ گھوڑے کی قربانی

"ہمارا دعویٰ ہے کہ کسی اہل حدیث نے گھوڑے کی قربانی کا فتویٰ نہیں دیا" ۔(تحفہ حنفیہ ص303)

"گھوڑے کی قربانی بھی سنت ہے"۔(فتاویٰ ستاریہ ج1ص146)

گائے اونٹ، بھیڑ، بکری،اور گھوڑے کے علاوہ قربانی سنت اور ثابت نہیں۔(فتاویٰ علمائے حدیث ج3 ص56)

۱۱۔ بھینس کی قربانی

بھینس کی قربانی جائز ہے۔

ثناءاللہ امرتسری(فتاویٰ ثنائیہ ج1ص807)

حافظ محمد گوندلوی(ہفت روزہ الاعتصام ج20شمارہ10،9،ص29)

عبدالقادر حصاروی(اخبار الاعتصام ج26شمارہ150بحوالہ فتویٰ علمائے حدیث ج13ص71)

ابو عمر عبدالعزیز نورستانی(بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ از حافظ نعیم الحق ملتانی ص154)

حافظ عبدالقہار(بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص156)

حافظ احمداللہ فیصل آبادی(بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص159)

پروفیسر سعد مجتبیٰ السعدی(بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص18)

مولوی محمد رفیق الاثری فرماتے ہیں: یہ مسئلہ کہ قربانی میں بھینس ذبح کی جاسکتی ہے یا نہیں۔ سلف صالحین میں متانازعہ مسائل میں شمار نہیں ہوتا چند سال سے یہ مسئلہ اہل حدیث عوام میں قابل بحث بنا ہوا ہے۔(بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص19)

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ بھینس کی قربانی جائز نہیں۔

زبیر علی زئی

(فتاوی علمیہ المعروف توضیح الاحکام جلد دوم ص 181)

عبدالمنان نورپوری صاحب بھی بھینس کی قربانی نہ کرنے کی تلقین کر رہے ہیں۔دیکھئے(احکام و مسائل ج1 ص434)

۱۲۔ مسجد کے اوپر ناجائز کاروبار کے پیسے لگانا

"ناجائز کاروبار کے پیسے مسجد کی تعمیر پر نہیں لگانے چاہیں۔ایسے فعل کاارتکاب کرنا شریعت کی نگاہ میں درست نہیں"۔(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج1 ص551)

"مسجد کے اوپر کنجری کا مال لگانا جائز ہے شرعاً کوئی قباحت نہیں" (کتاب الامارۃ ج1 ص85)

قارئین کرام! لیجئے شریعت کو معاذاللہ انہوں نے اپنی خالہ جی کا گھر بنا رکھا ہے۔خود سے مسئلہ لکھ کر نام شریعت کا لکھ دیتے ہیں۔

۱۳۔ مرغ کی قربانی

''شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے'' (فتاویٰ ستاریہ ج2ص72)

دوسری طرح ان کے دوسرے مولوی صاحب مرغ کی قربانی کو جائز نہیں سمجھتے۔(فتاویٰ علمائے حدیث ج13ص76)

۱۴۔ایک مٹھی داڑھی

فرقہ اہلحدیث کے شیخ الاسلام ثناءاللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

ہاتھ کے ایک قبضے کے برابر کر زائد کٹوادینا جائز ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج3ص123)

فرقہ اہلحدیث کے محدث ناصرالدین البانی صاحب لکھتے ہیں:

''مٹھی سے نیچے کے بالوں کو کاٹنا جائز ہے''۔(فتاویٰ البانیہ ص236)

دوسری طرف

عبدالمنان نورپوری صاحب داڑھی کے بڑھانے کو فرض لکھتے ہیں:

عبدالمنان نورپوری صاحب غیر مقلد کو ایک سوال آیا جس میں تھا کہ ''البانی صاحب نے قبضہ کا مسئلہ بیان کیا کہ ایک مٹھی سے زیادہ داڑھی نہیں رکھنا چاہئے'' کے جواب میں لکھتے ہیں:

"آپ نے لکھا ہے کہ "الشیخ البانی رحمہ اللہ نے قبضہ کا مسئلہ بیان کیا کہ ایک مٹھی سے زیادہ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ زیادہ سنت نہیں" شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا لکھا؟ کیا فرمایا؟ تو ان کے الفاظ سامنے آنے سے ہی پتہ چل سکتا ہے برائے مہربانی ان کے وہ الفاظ لکھ بھیجیں جن سے آپ نے مندرجہ بالا باتیں اخذ کی ہیں البتہ اتنی بات معلوم ہونی چاہیے کہ داڑھی بڑھانا فرض ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے { أَعْفُوا اللِّحٰى } بعض احادیث وروایات میں { وَفِّرُوْا } اور { أَرْخُوْا } کے لفظ بھی وارد ہوئے ہیں اور کوئی قرینہ کتاب وسنت میں موجود نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امر کو اس کی حقیقت وجوب سے مجاز ندب واستحباب کی طرف پھیر لے اور ظاہر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا الفاظ کٹانے اور منڈانے کے منافی ہیں رہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی قبضہ والی روایت تو وہ موقوف ہے اور معلوم ہے موقوف سے شریعت ثابت نہیں ہوتی تاوقتیکہ وہ حکماً مرفوع نہ ہو اور یہ قبضہ والی حدیث موقوف حکما مرفوع نہیں۔

(احکام ومسائل ج1ص 517)

معلوم ہوا کہ فرقہ اہلحدیث کے شیخ الاسلام ثناءاللہ امرتسری صاحب اور ناصر الدین البانی صاحب دونوں فرض کے منکر تھے۔

۱۵۔امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز ہو گی یا نہیں۔

فرقہ اہلحدیث کے ایک بڑے محدث حافظ محمد گوندلوی صاحب لکھتے ہیں:

اہل حدیث امام کے پیچھے سورت فاتحہ نہ پڑھنے والے کو بے نماز سمجھتے ہیں حالانکہ یہ دعویٰ بلادلیل ہے امام "
بخاری سے لے کر محققین علماء اہل حدیث تک کسی تصنیف میں یہ دعوی نہیں کیا گیا"۔

(خیر الکلام ص14)

لعنت اللہ علی الکاذبین

مفتی عبدالستار صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں

فاتحہ ہر ایک مقتدی و منفرد و امام پر واجب ہے اور اس کے ترک سے بالکل نماز نہیں"۔"

(فتاویٰ ستاریہ ج1ص54)

:فرقہ اہلحدیث کے شیخ الکل میاں نذیر حسن دہلوی صاحب لکھتے ہیں

فاتحہ خلف الامام پڑھنا فرض ہے بغیر فاتحہ پڑھے ہوئے نماز نہیں ہوتی"۔"

(فتاویٰ نذیریہ ج1ص398)

محب اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں

سورۃ فاتحہ کے سوائے کوئی بھی نماز ہرگز نہیں ہوگی۔ صرف ایک رعکت میں بھی نہیں پڑھی تو اس کی وہ"
رکعت نہیں ہوئی وہ نماز خواہ اکیلے پڑھے یا پڑھنے والا امام ہو یا مقتدی"۔

(مقالات راشدیہ ص67)

یہاں غیر مقلدین بڑے بڑے نااہل مولویوں نے جمہور امت کی نماز کو کیسے باطل قرار دے دیا ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ ان کے اس مسئلہ کی ایک بھی صحیح صریح مرفوع حدیث دنیامیں موجود نہیں۔

ے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز ہو گی یا نہیں۔

۱۶۔ مسئلہ تراویح

فرقہ اہلحدیث کے ایک مولوی صاحب لکھتے ہیں

" بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت رسول نہیں بلکہ بدعت ہے"۔

(مذہب حنفی کا دین اسلام سے اختلاف ص69)

دوسری طرح فرقہ اہلحدیث کے ایک اور مولوی صاحب (مولانا غلام رسول صاحب) نے بیس رکعت تراویح کے اثبات پر ایک رسالہ لکھ مارا ہے جس کا اردو ترجمہ ینابیع مولانا سرفراز خان صفدرؒ نے کیا ہے۔

غیر مقلدین کے ایک مولوی ڈاکٹر بہاوالدین صاحب نے ایک بات لکھی ہے آج غیر مقلد پر پوری فٹ آتی ہے " ہاں بعض عوام کالانعام گروہ اہل حدیث میں ایسے بھی ہیں جو اہل حدیث کہلانے کے مستحق نہیں۔ ان کو لامذہب بدمذہب ضال منصل جو کچھ کہو زیبا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ خود کتاب وسنت کا علم رکھتے ہیں نہ اپنے گروہ کے اہل علم کا اتباع کرتے ہیں۔ کسی سے کوئی حدیث سن کر یا کسی اردو مترجم کتاب میں دیکھ کر نہ

صرف اس کے ظاہری معنی کے موافق عمل کرنے پر صبر واکتفا کرتے ہیں۔بلکہ اس میں اپنی خواہش نفس کے موافق استنباط واجتہاد بھی شروع کردیتے ہیں۔جس میں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔(تاریخ اہل حدیث ص164)

بے شک یہ لوگ ائمہ سے ہٹاکر لوگوں میں صرف فتنہ ڈال رہے ہیں کوئی اللہ رسول کی طرف رجوع نہیں ان کا صرف بہانہ ہے اختلاف ختم کرنے کا کہ ائمہ اربعہ کو چھوڑو ہم جاہلوں کے پیچھے لگ جاؤ تو یوں اختلاف ختم ہو جائے گا نہیں بلکہ انہوں نے مزید اختلافات پیدا کئے ہیں جس میں ہر دوسرے فریق کو گمراہی پر،اسے بدعتی قرار دینا یا اس کے مسئلہ کو کالعدم قرار دینا لازم آتا ہے جس سے سوائے فتنے کے اور کیا توقع رکھی جاسکتی ہے۔

اور فتنے کے متعلق اللہ پاک قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ(البقرة 191)

"فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر ہے"۔

ان کے عقائد میں بھی آپس میں اختلافات ہیں

یہ وہ اختلافات ہیں جن میں ایک فریق کا گمراہی پر ہونا لازم آتا ہے۔

جیسے شیعہ اور مرزئی اپنے عقائد کی بنا پر صریح گمراہ بلکہ کافر ہیں عقائد کا اختلاف جو گمراہی سے شروع ہوتا اور حد کفر تک پہنچتا ہے۔

ا۔اللہ کہاں ہے۔

آج کل غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف عرش پر ہے اور کہیں بھی نہیں۔

جبکہ ان کے شیخ الاسلام ثناءاللہ امر تسری صاحب لکھتے ہیں " اللہ بذات خود اور بعلم خود ہر چیز پر ہر کام پر حاضر ہے "(تفسیر ثنائیہ ص347)

غیر مقلدین کے مجدد العصر نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں "ہمارے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ استواء علی العرش اور اللہ کا آسمان پر ہونا اور مخلوق سے بائن ہونا اور اس کا قرار اور معیت اور جو بھی صفات آئی ہیں کیفیت بتانے اور علم و قدرت کے ساتھ تاویل کرنے کے بغیر ظاہر پر جاری ہیں "۔(کتاب الجوائز والصلات ص262)

جبکہ آج کل ہر جاہل غیر مقلد اس کی علم کے ساتھ تاویل صرف حقیقت کا انکار کرنے کیلئے کرتا ہے۔ وہ اللہ کو ذات کے ساتھ قریب نہیں مانتا لیکن اللہ قریب ہے کو علم کے ساتھ تاویل کر کے جان چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔

غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب ایک سوال " قریب و معین واحاطہ جو صفات باری تعالیٰ ہیں آیا یہ بالذات ہیں یا باالعلم ہیں " کے جواب میں لکھتے ہیں "قریب و معین وغیرہ صفات میں بہت اختلاف ہے بعض باالذات مراد سے تاویلات کرتے ہیں اور بعض بالعلم لیتے ہیں لیکن تحقیق مذہب جمہور کا یہ ہے کہ جملہ صفات باری کا ایمان بغیر سوال کیف اور بلا تشبیہ لانا چاہیئے یہ تحقیق مطابق مذہب اہل سنت ہے "۔(فتاویٰ نذیریہ ج1 صفحہ 4)

اگے لکھتے ہیں " ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اور ہر چیز کی ہر وقت خبر رکھنا خاص ذات وحدہ لاشریک لہ باری تعالیٰ کے واسطہ ہے۔ کسی دوسرے کے واسطے اس صفت کو لگانا یا سمجھنا کھلا ہوا شرک ہے۔(فتاویٰ نذیریہ ج1 ص7)

تبصرہ: جب بریلوی حضرات نبی ﷺ کو بذات خود ہر جگہ حاضر مانتے ہیں تو غیر مقلدین انہیں مشرک کیوں کہتے ہیں؟ جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر ناظر نہیں تو پھر رسول اللہ ﷺ کو یا کسی اور کو ہر جگہ حاضر ناظر ماننے سے اللہ کے ساتھ شرک کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر اللہ رب العزت ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور بے شک ہیں تو پھر اس کے بعد اگر کوئی بندہ کسی اور کو ہر جگہ حاضر ناظر سمجھے گا تو اس طرح سے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہو گا جبکہ آج کل کے غیر مقلدین اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر ناظر ماننے کا ہی انکار کرتے ہیں معاذ اللہ۔

۲۔ عقیدہ حیات النبی ﷺ

آج کل بعض غیر مقلدین حیات النبی ﷺ کا انکار کرتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ اور بقیہ تمام لوگوں کے صرف روح کے عذاب و ثواب کے قائل ہیں اور جسم کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جسم کو نہ عذاب ہو تا ہے نہ ثواب ہوتا ہے عذاب و ثواب صرف روح کو ہوتا ہے۔ جبکہ

غیر مقلدین کے ایک بزرگ اور فتاویٰ ستاریہ کے مصنف لکھتے ہیں ''جو شخص آپ ﷺ کی قبر پر جا کر سلام کہتا ہے اس کا سلام آپ خود سنتے ہیں یہاں سے نہیں سنتے کیونکہ فرشتے پہنچانے کیلئے اللہ نے مقرر فرمائے ہیں''۔ (فتاویٰ ستاریہ ج4 ص91)

قبر کے قریب آپ ﷺ خود درود سنتے ہیں اور قبر سے دور اگر کوئی درود پڑے تو اسے فرشتے پہنچا دیتے ہیں اس مطلب صاف ظاہر ہے کہ یہی اس دنیا والی قبر میں موجود برزخی زندگی کا حامل جسم میں حیات بے شک موجود ہے جس کا شعور ہم نہیں رکھ سکتے۔

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب بھی حیات النبی ﷺ کے قائل تھے اور یہی بات وہ بھی تحریر فرماتے ہیں (فتاویٰ نذیریہ ج1 ص7)

یاد رہے یہ عقائد کا مسئلہ ہے اس میں اجتہادات کر کے اختلاف رکھنے کی گنجائش نہیں ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے پر عقائد تبدیل ہو جائے۔ بعد والا اگر کہے کہ میں نے تحقیق کر کے ان کے عقائد کی دلیل کو کمزور ثابت کر کے عقیدہ بدل لیا ہے تو یہ اس کی اپنی گمراہی ہے۔ عقائد شروع اسلام سے ایک ہی چلے آرہے ہیں۔ اس لئے غیر مقلدین انکی پیش کردہ اس روایت پر جرح کر کے جان نہیں چھڑا سکتے انہیں ماننا پڑے گا کہ یا تو وہ خود گمراہ ہیں یا پھر ان کے یہ بڑے گمراہ تھے۔

۳۔ سماع موتی

یہ مسئلہ اتنا اہم اور بحث طلب کبھی نہیں رہا آج کل غیر مقلدین نے اسے کفر اسلام کا پیمانہ بنا رکھا ہے، صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "دفنانے کے بعد مت جوتیوں کی آواز سن رہی ہوتی ہے"۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۱۷۸) بے شک آپ ﷺ نے سچ فرمایا اس سے مردوں کا سننا ثابت ہو گیا۔ لیکن مردہ سن کر ہماری بات کا جواب نہیں دے سکتا نہ اس کو کچھ سنانے کا اسے کچھ فائدہ ہے نہ ہمیں کوئی فائدہ ہے اسلئے اس موقع پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ مردہ سنتا نہیں سن کر جواب نہ دینے سے مردوں کا نہ سننا ثابت نہیں ہوتا کراماً کاتبین بھی ہمارے کندھوں پر بیٹھے ہیں ہم انہیں نہیں سن سکتے وہ ہمیں سن سکتے ہیں دیکھ سکتے ہیں اب کوئی کہے انہیں کچھ سنانا ہے تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ سنتے نہیں۔

سماع موتی کے قائل کے بارے میں آج کل کچھ جاہل غیر مقلدین شرک و کفر کا فتویٰ لگتے ہیں

جبکہ ان کے ایک بزرگ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب لکھتے ہیں" حافظ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن قیمؒ دونوں بزرگ نہ صرف سماع موتیٰ کے قائل تھے بلکہ اسی طبقات صوفیہ سے تعلق رکھتے تھے"۔(روح عذاب قبر اور سماع موتیٰ ص55)

گویا اگر سماع موتیٰ کا قائل مشرک ہے تو ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ دونوں مشرک ہوئے۔العیاذ باللہ۔جاہل غیر مقلدین کو بے تکے فتوے دینے سے پہلے تھوڑا سوچ لینا چاہئے۔

غیر مقلدین کے امام شوکانی صاحب لکھتے ہیں" ہر مردہ سنتا ہے سماع ہر مردے کیلئے ہے"۔(نیل الاوطار ج5ص264)

لطیفہ

سماع موتیٰ کے متعلق غیر مقلدین کے کچھ پڑھے لکھے جاہلوں کے نزدیک ایک عجیب وغریب فلسفہ پایا جاتا ہے۔غیر مقلدین کے ایک پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب نے تو ایک ہی صفحے پر بڑی ہی عجیب بات لکھ دی چنانچہ فرماتے ہیں

"مردے نہیں سنتے وہ مردہ ہی کیا جو سنے"۔(آیئے عقیدہ سیکھئے صفحہ 177)

"مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے"۔(آیئے عقیدہ سیکھئے صفعہ 177)

تبصرہ:پروفیسر صاحب کیا یہ اب مردہ نہیں رہا جو سن رہا ہے؟

۴۔صرف روح کو عذاب وثواب ہوتا ہے یا روح اور جسم دونوں کو

آج کل کئی غیر مقلدین حضرات خاص کر حیات النبی ﷺ کے منکر صرف روح کیلئے عذاب وثواب کے قائل ہیں جسم کو عذاب وثواب ہونے کاانکار کرتے ہیں۔یہ ان کاایک غلط عقیدہ ہے۔اگر جسم کے ساتھ بھی عذاب وثواب کا معاملہ مان لیاجائے تو حیات النبی ﷺ کاعقیدہ ثابت ہو جائے گا کیونکہ اگر عام مردے کا جسم عذاب وثواب کاذائقہ چکھ سکتاہے توانبیاءؑ کو کیااتنا بھی حق نہیں کہ ان کا جسم عذاب تو نہیں لیکن ثواب کا مزہ چکھ سکے اوراس قدر چکھ رہاہے کہ قرآن نےان کو مردہ گمان کرنے سے بھی انکار کر دیاہے۔

غیر مقلد زبیر علی زئی کے استاد حافظ عبدلمنان نور پوری صاحب لکھتے ہیں
عذاب وثواب جسم اورروح دونوں کو ہوتاہے۔(قرآن وسنت کی روشنی میں احکام ومسائل جلد ا صفحہ ٦٥)
مولوی صاحب عام مردے کیلئے جسم اورروح دونوں کیلئے عذاب وثواب مان رہے ہیں اب سوال یہ ہے کہ عام مردے کو توروح اور جسم دونوں کے ساتھ عذاب وثواب ماناجارہاہے اور شہداءاورانبیاء کو معاذاللہ اتنی بھی سہولت حاصل نہیں کہ بغیر جسم کے ثواب ماناجارہاہے۔اگر جسم کو عذاب وثواب ہو سکتاہے توانبیاءاور شہداء کے جسموں کو یقیناًعذاب نہیں ثواب ہی ہے جو کہ ان کے جسم محسوس کر سکتے ہیں اوریہی حیات الانبیاءاور حیات الشہداءہے،اب اللہ تعالیٰ روح کے ساتھ یا جسم کے ساتھ جیسا بھی معاملہ کریں اس سے نہ جسم کی حیات کاانکارلازم آئے گانہ ہی روح کی حیات کاانکارلازم آسکتاہے،اللہ جو چاہے ان کے ساتھ معاملہ کریں،ہم اسے اللہ ہی کی قدرت سمجھناہو گا۔
اوراگرہماراکوئی غیر مقلددوست اس کے بعد بھی بھول کر یہ کہہ دے کہ میں جسم کیلئے عذاب وثواب نہیں مانتاتواس کیلئے امام ابن تیمیہؒ کاقول نقل کر دیتے ہیں چناچہ فرماتے ہیں
”جو شخص یہ کہے کہ عذاب صرف روح کو ہوتاہے جسم کو نہیں توایسا شخص بالاجماع کافر ہے“۔
(فتاوی ابن تیمیہ جلد4صفحہ 282)

۵۔اللہ کی صفت ”ید“

فرقہ اہل حدیث کے ایک بزرگ بدیع الدین راشدی صاحب جنہیں یہ فرقہ شیخ العرب والعجم کہتا ہے فرماتے ہیں:۔

''صفات باری تعالیٰ پر مشتمل تمام آیات قرآنی متشابہات کے دائرہ میں آتی ہیں''۔(امامت کا اہل کون ص10)

دوسری طرف زبیر علی زئی صاحب جو کہ اس فرقے کے محدث العصر کہلائے جاتے ہیں فرماتے ہیں:

''اللہ کی صفت ''ید'' کو متشابہات میں سے کہنا اہل بدعت کا مسلک ہے''۔(اصول المصابیح ص38)

ان میں سے کون سا اہل حدیث سچا ہے اور کون سا اہل حدیث جھوٹا؟ان میں سے کون بدعتی ہے اور کون نہیں؟ان میں کس کی بات صحیح ہے اور کس کی صحیح نہیں۔

ثابت یہ ہوا کہ زبیر علی زئی کے مطابق اس کا استاد شیخ العرب والعجم بدیع الدین راشدی بدعتی تھا۔

٦۔اعادہ روح

اعادہ روح یعنی کہ مرنے کے بعد قبر میں روح کا لوٹنا

آج کل بعض لوگ اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانے والے مماتیوں اور مسعودیوں(یعنی جماعت المسلمین) کی طرح اعادہ روح کا بھی انکار کرتے ہیں۔

جبکہ

فتاویٰ علمائے اہل حدیث میں ان کے ایک مولوی صاحب عقائد علماء اہل حدیث کا عنوان قائم کر کے کچھ عقائد لکھتے ہیں'' قبر میں روح کا اعادہ برحق ہے''۔(فتاویٰ علمائے اہل حدیث ج10ص254)

ثناءاللہ امرتسری صاحب امام ابو حنیفہؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ''قبر میں روح کا واپس آنا حق ہے''۔(فتاویٰ ثنائیہ ج1ص315)

عبدالمنان نورپوری صاحب نے تو ایک ایسی بات لکھی ہے جس سے ساری غیر مقلدیت پر چھری پھر جاتی ہے۔چنانچہ فرماتے ہیں:

”روح رسول اللہ ﷺ میں ایک مرتبہ لوٹا دینے کے بعد نکالنے کا کوئی ثبوت نہیں“۔(قرآن وسنت کی روشنی میں احکام ومسائل ج2ص122)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

” مومن کی روح بدن میں بھی ہوتی ہے اور جنت میں بھی“ (قرآن وسنت کی روشنی میں احکام ومسائل ج2ص395)

۷۔روح کا بدن کے ساتھ تعلق

فرقہ اہل حدیث میں آج کل مرنے کے بعد روح کا بدن کے ساتھ تعلق کے منکر بھی ہیں جبکہ

فرقہ اہل حدیث کے شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی صاحب ایک سوال

”موت کے بعد غسل، جنازے اور دفن ہونے تک انسانی روح پر کیا بیتتی ہے“

کے جواب میں فرماتے ہیں

” اس دوران میں بھی من وجہ روح کا تعلق بلا اعادہ بدن سے قائم رہتا ہے جس کا احساس اسے مختلف امور میں کرادیا جاتا ہے“۔(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج1ص244)

یعنی جس وقت میت کو ابھی دفنایا نہیں گیا ہوتا اور ابھی اس میں روح نہیں لوٹی ہوتی تب بھی روح کا تعلق بدن سے قائم رہتا ہے۔

۸۔ تعویذ کا مسئلہ

آج کل کی جاہل غیر مقلد عوام اور ان کے جاہل علماء کو تعویذ اور تمیمہ میں کوئی بھی فرق معلوم نہیں اسلئے ان کے نزدیک تعویذ مطلقاً شرک اور حرام ہے۔اور یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔

شمیم احمد سلفی غیر مقلد لکھتا ہے کہ:

تعویذ گنڈے کوڑی وغیرہ لٹکانا حرام ہے۔۔۔۔ تعویذ چاہے قرآن آیات اوراذکار مسنونہ پر مشتمل ہو حرام ہے"۔العیاذ باللہ

(تعویذ گنڈہ کی شرعی حیثیت ص10)

جبکہ ان کے بڑے بڑے علماء اسے ثابت اور جائز مانتے ہیں اوراس غیر مقلد کے فتوے کے مطابق حرامی ہوئے۔

چنانچہ فرقہ اہلحدیث کے شیخ الکل میاں نذیر حسن دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالنا جائز ہے کوئی حرج نہیں"۔

(فتاویٰ نذیریہ ج3 ص298)

فرقہ اہلحدیث کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب نے کتاب الداء والدواء کتاب التعویذات نام کی پوری کتاب لکھی ہے۔

فرقہ اہلحدیث کے ایک بڑے محدث عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں:

قرآن اور سنت کے علاوہ بھی تعویذ جائز ہے۔

(تحفۃ الاحوذی ص169)

۹۔توسل

فرقہ اہلحدیث کے امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

توسل بعد الموت جائز ہے۔

(ہدیۃ المہدی ص48)

فرقہ اہلحدیث کے امام شوکانی صاحب توسل کے قائل ہیں اوراس بات کو انہوں نے اپنی کئی تصنیفات میں بیان بھی کیا ہے۔

وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى جَوَازِ التَّوَسُّلِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَعَ اعْتِقَادِ أَنَّ الْفَاعِلَ هُوَ اللهُ // سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَأَنَّهُ الْمُعْطِي الْمَانِعُ مَا شَاءَ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ

(تحفۃ الذاکرین 211)

فرقہ اہلحدیث کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

"کسی نبی یا ولی یا عالم کے ساتھ توسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

(مجموعہ رسائل عقیدہ ص 402)

دوسری طرف اسی فرقے کے کئی جاہل جن میں ان کے علماء بھی شامل ہیں مختلف حیلے بہانے کر کے توسل کا انکار کرتے ہیں۔

(عقیدہ مسلم ص 126 وغیرہ)

۱۰۔ حجت اجماع

اس میں تو شک نہیں کہ عملاً غیر مقلدین اجماع کے منکر ہیں مگر تقیہ کر کے ان کے بعض علماء اجماع کو تسلیم بھی کرتے ہیں:

جیسے ایک مولوی صاحب ایک حنفی عالم کے خلاف بکتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اہل حدیث کا مذہب ہے کہ دین کے اصول چار ہیں:

1 قرآن 2 حدیث 3 اجماع امت 4 قیاس مجتہد

اہلحدیث کا مذہب ص 58

اگر یہ بیان پڑھا ہے تو تمہارا اعتراض باطل ہوا اور اگر نہیں پڑھا تو اپنی انکھوں کا علاج کروالو"۔

(الحدیث 105 ص 46)

لعنت اللہ علی الکاذبین

مگر دوسری طرف ان کے عالم عبدالمنان نور پوری صاحب لکھتے ہیں:

'' اجماع صحابہ اور اجماع ائمہ مجتہدین کا دین میں حجت ہونا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں''۔

(مکالمات نور پوری ص 85)

نورالحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

اجماع اور قیاس کی کوئی حیثیت نہیں۔

(عرف الجادی ص 3)

۱۱۔ حجت رائے وقیاس

فرقہ اہلحدیث کے محدث عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے قیاس کی مشروعیت ثابت ہے''۔

(تحفۃ الاحوذی ج 2 ص 43)

زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کتاب اللہ پھر سنت رسول ﷺ اور پھر آثار ابی بکر و عمرؓ سے فیصلہ کرتے تھے اور اگر کوئی مسئلہ ان سے نہ ملتا تو پھر اپنی رائے سے اجتہاد کرتے تھے۔

(فتاویٰ علمیہ ص 22)

فرقہ اہلحدیث کے امام شوکانی صاحب شرعی دلائل کی ترتیب میں لکھتے ہیں:

'' سب سے پہلے قرآن اس کے بعد سنت اس کے بعد اجماع اور آخر میں قیاس''۔

(فقہ الحدیث ج 1 ص 105)

دوسری طرف فرقہ اہلحدیث کے مولوی نورالحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

اجماع اور قیاس کی کوئی حیثیت نہیں۔

(عرف الجادی ص 3)

عبد المنان نور پوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

اجماع و قیاس کا قانون سازی کی بنیاد ہونا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔

(مکالمات نور پوری ص 85)

فرقہ اہلحدیث کے امام العصر محمد جونا گڑھی صاحب اپنی جہلات بکھیرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تعجب ہے جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے"۔

(طریق محمدی ص 40-41)

غیر مقلدین کے ایک مولوی ڈاکٹر بہاوالدین صاحب نے ایک بات لکھی ہے آج غیر مقلد پر پوری فٹ آتی ہے" ہاں بعض عوام کالانعام گروہ اہل حدیث میں ایسے بھی ہیں جو اہل حدیث کہلانے کے مستحق نہیں۔ ان کو لامذہب بد مذہب ضال منضل جو کچھ کہو زیبا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ خود کتاب و سنت کا علم رکھتے ہیں نہ اپنے گروہ کے اہل علم کا اتباع کرتے ہیں۔ کسی سے کوئی حدیث سن کر یا کسی اردو مترجم کتاب میں دیکھ کر نہ صرف اس کے ظاہری معنی کے موافق عمل کرنے پر صبر و اکتفا کرتے ہیں۔ بلکہ اس میں اپنی خواہش نفس کے موافق استنباط و اجتہاد بھی شروع کر دیتے ہیں۔ جس میں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ (تاریخ اہل حدیث ص 164)

یہ تمام باتیں کافی ہیں غیر مقلدین کا عمل بالحدیث اور صرف قرآن حدیث کے جھوٹے نعرے اور دعوے کی پول کھولنے کیلئے۔ اور یہ لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید سے نکال کر صرف اپنے جاہل مولویوں کی تحقیق کے پیچھے

لگاتے ہیں اور خود بھی اسی پر چلتے ہیں۔ اگر ان جہلا سے ہی کسی مسئلہ کو راجح مرجوع کروانا ہے تو بہتر نہیں ائمہ اربعہؒ میں سے ہی کسی ایک کی تقلید کا پابند رہا جائے۔
غیر مقلد عوام کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ انکے علماء ائمہ اربعہؒ کی تقلید سے ہٹا کر کوئی اللہ رسول کی طرف نہیں لے جاتے بلکہ اپنی اپنی تحقیق کے پیچھے آپ لوگوں کو چلا رہے ہیں۔

مورخ اسلام علامہ ابن خلدونؒ (المتوفی 808ھ) لکھتے ہیں:
جب مرتبہ اجتہاد تک پہنچنا رک گیا اور اس کا بھی خطرہ تھا کہ اجتہاد نااہلوں اور ان لوگوں کے قبضہ میں چلا جائے گا جن کی رائے اور دین پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا بڑے بڑے علماء نے اجتہاد سے عجز اور درماندگی کا اعلان کر دیا اور لوگوں کو ان چاروں ائمہ کی تقلید پر لگا دیا ہر شخص جس کی وہ تقلید کرتا ہے اس کے ساتھ رہے۔ اور لوگوں کو اس سے خبردار کیا کہ وہ ائمہ کی تقلید بدل بدل کر نہ کریں یہ تو دین سے کھیلنا ہو جائے گا اس کے سوا کوئی صورت ہی نہیں کہ انہی ائمہ اربعہ کے مذاہب آگے نقل کیے جائیں۔
(مقدمہ ابن خلدون باب 6 فصل 7 ص 448 مصر)

سوالات:۔

1:۔ان دونوں فریقوں میں سے حق پر کون ہے؟
2:۔ کیا جماعت اہل حدیث اس دعویٰ میں جھوٹی ثابت ہو گئی جو وہ کیا کرتی تھی کہ ہم نے ائمہ ابعہؒ کے اجتہادی اختلاف کو اللہ رسول کی طرف لوٹا کر اختلافات ختم کر رہے ہیں؟
3:۔ان میں سے آپ جس فریق کے مسئلہ کو ٹھیک نہیں سمجھتے تو اس کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ کہ وہ گمراہ ہے بدعتی ہے فاسق ہے اور ایسا عقیدہ یا مسئلہ اپنانے والا کیا ہے؟
4:۔ان میں سے جس فریق کے مسئلہ کو صحیح نہیں سمجھتے تو اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ وہ اہلسنت میں شامل ہے کہ اس سے خارج ہے اور اس مسئلہ پر وہ گنہگار ہو گا؟

5:۔آپ کس طرح سے پتالگائیں گے کہ کس کا مسئلہ 100 فیصد صحیح ہے اور کون صریح غلطی پر ہے ؟اور کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی اس پر کی جانے والی تحقیق 100 فیصد درست ہی ہو گی۔

6:۔اجتہادی اختلاف کیا ہوتا ہے ؟کون کرتا ہے اجتہاد ؟جو نہیں جانتا اجتہاد وہ کیا کرے ؟اور کس کو اجتہاد کی اجازت نہیں ؟

7:۔اصولی اختلاف کیا ہوتا ہے ؟عقائد میں اختلاف کسے کہتے ہیں ؟

8:۔اگر آپ کے یہ بڑے بڑے محقق اور اپنے وقت کے محدث شیخ الکل فلاں کہلانے والے اگر گمراہی پر تھے تو آپ کے بارے میں بندہ کیسے کہے کہ آپ حق پر ہیں ؟

9:۔جب آپ کے یہ بڑے بڑے علماء قرآن حدیث کا دعویٰ کرنے والے قرآن حدیث کے خلاف عمل کرتے رہے تو آپ کے بارے میں بندہ کیسے کہے کہ آپ قرآن حدیث زیادہ سمجھ لیتے ہیں ؟

10:۔جو لوگ اتنا علم نہیں رکھتے کہ خود قرآن وحدیث کی تحقیق کر سکیں اور وہ آپ کے علماء پر بھروسہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں ان کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے ؟اس اختلاف کے بعد تو وہ آپ کے علماء کی طرح ہی گمراہ قرار نہیں دیئے جائیں گے ؟

11:۔آپ کا یہ کہنا کہ مذہب اربعہ حنفی شافعی مالکی حنبلی میں سے حق پر کون ہے آج آپ بتائے کہ آپ میں سے کون حق پر ہے اور کون گمراہی پر جو حق پر ہے اسے حق پر کہنے سے اور دوسرے کو باطل قرار دینے سے کیوں گھبراتے ہیں ؟جیسے مذہب اربعہ کے متعلق آپ کا ہر ایک عالم وجاہل بے سوچے سمجھے کہا کرتا ہے۔

12:۔کیا آپ کہ ان علماء کا یہ دعویٰ نہیں تھا کہ ہم صرف قرآن حدیث مانتے ؟کیا آپ کا بھی یہ دعویٰ نہیں ؟ اگر آپ کے علماء واقعی میں اس دعویٰ میں سچے تھے تو پھر یہ ایسے اختلافات کہاں سے آ گئے ؟

13:۔اگر ان میں سے کوئی ایک ہی حق پر ہے اور دوسرا باطل ہے تو کیا آپ لوگ اپنی جماعت کی بدنامی کے ڈر سے حق کو چھپا کر رکھیں گے اور باطل کو پناہ دے کر رکھیں گے ؟

14:۔جب کبھی بھی آپ کے سامنے آپ کے علماء کے حوالہ پیش کیئے جاتے ہیں تو آپ کا جاہل سے لے کر عالم تک ہر ایک یہی کہتا ہے کہ ہم ان کی مقلد نہیں ہم قرآن حدیث مانتے ہیں سوال یہ ہے کیا آپ لوگوں نے

قرآن حدیث کو صرف جان چھڑانے کا ذریعہ بنالیا ہے اور کیا جن کے حوالے آپ کو پیش کیئے جاتے ہیں وہ قرآن حدیث کے منکر تھے ؟اور وہ کس کے مقلد تھے ؟ وہ بھی تو یہی کہتے تھے کہ ہم قرآن حدیث مانتے ہیں؟ پھر بھی گمراہ ہوگے ؟